مضمون: تعلیم کی اہمیت

کسی قوم اور ملک کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ وہاں تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی جائے اور علم حاصل کرنے کے ذرائع سستے، مگر معیاری، جدید اور آسان ہوں۔ چوں کہ ملک اور وہاں بسنے والے افراد کا آپس میں بنیادی اور گہرا تعلق ہے، اِس لیے تعلیم یافتہ افراد ہی ملک کا نظام بہتر چلا سکتے ہیں۔ صرف ملک ہی نہیں بلکہ ہر شخص تعلیم ہی کی بدولت بہتر زندگی گزارنے کے قابل ہوتا ہے۔ تعلیم کو اس قدر اہمیت دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انسان کو دُرست اور غلط کی پہچان کرواتی ہے، اس کی بدولت انسان کا ذہن ترقی کرتا ہے، وہ صحیح سمت میں سوچنے اور فیصلے کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور معاشرے میں اُس کی عزت ہوتی ہے۔

دُنیا بھر کے تمام ممالک اپنے افراد، خصوصاً بچوں کی عُمدہ تعلیم و تربیت کا خاص طور پر انتظام کرتے ہیں۔ سکول، کالج، یونیورسٹیاں اور اُن میں پڑھانے والے اساتذہ صرف اِسی مقصد کے لیے ہیں کہ طلبا کو معیاری اور بہترین تعلیم فراہم کی جائے تاکہ وہ مہذب، تعلیم یافتہ، قانون پسند، باکردار اور بااَخلاق شہری بن کر ملک اور قوم کی خدمت کر سکیں۔

سرگرمی: مندرجہ بالا ''مضمون'' پڑھ کر آپ کو کون کون سے نکات سمجھ آئے ہیں؟ جماعت میں اُن پر گفتگو کریں۔

مضمُون : ایک غیر تعلیم یافتہ شخص کی زندگی

نوٹ برائے اساتذہ: اُستانی صاحبہ، مضمُون لکھوانے سے پہلے بچوں کو چند نکات سمجھائیں مثلاً ایک تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ شخص کی زندگی میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ایک کم پڑھے لکھے شخص کو اپنی زندگی میں کِن کِن مُشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ کہ ایسے افراد کا مستقبل کیسا ہوتا ہے؟ خصوصاً وہ بچے جو سکول نہیں جا سکتے، آپ اُن کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

سہیلی کے نام خط

سہیلی کو گرمیوں کی چھٹیاں اپنے ہاں گُزارنے کی دعوت کا خط

۱۷۔بی / بلاک ۵،
انڈسٹریل ایریا، فیصل آباد۔
یکم مارچ، ۲۰۲۱

پیاری سہیلی سچل!

السلامُ علیکم:۔

اُمید کرتی ہوں کہ تم اور گھر کے تمام افراد خیریت سے ہوں گے۔ کچھ عرصہ پہلے تم سے فون پر بات ہوئی تھی، اُس کے بعد رابطہ نہیں ہو سکا، اس لیے آج تمھیں خط لکھ رہی ہوں۔

موسمِ گرما کی چُھٹیاں آنے والی ہیں۔ اِن چُھٹیوں کو گُزارنے کے لیے تم نے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟ پچھلے سال تم نے وعدہ کیا تھا کہ گرمیوں کی چھُٹیوں میں چند دن ہمارے ساتھ فیصل آباد میں گزارو گی مگر تمہارے نانا جان کی بیماری کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ اب اِس سال کیا اِرادہ ہے؟ ہم سب اہلِ خانہ کی خواہش ہے کہ آپ لوگ ہمارے ہاں آئیں اور چند روز ٹھہریں تاکہ ہم دونوں سہیلیاں کچھ وقت ساتھ گُزاریں اور گھُومیں پھریں۔

اِس سلسلے میں تم اپنے امی ابا سے بات کرو۔ میری امی بھی فون کر کے تمہاری امی کو باقاعدہ دعوت دیں گی۔ اُمید ہے کہ اِن چھُٹیوں میں آپ سب ہمارے ہاں مہمان ہوں گے۔ امی ابا سے مشورہ کر کے پھر مجھے جواب لکھو۔

والسّلام،
تمہاری مخلص سہیلی،
فاطمہ بتول

جوابی خط

فاطمہ بتول کے نام ''جوابی خط'' لکھیں۔

تفہیم

زمین پر رینگنے والے چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں میں ایک چیونٹی بھی ہے۔ چیونٹیاں کئی رنگوں کی ہوتی ہے مثلاً کالی، بھوری، سُرمئی اور سفید۔ اِن کی عمر چند ماہ ہوتی ہے البتہ ملکہ چیونٹی ایک سال تک زندہ رہ سکتی ہے۔ یہ کالونیاں بنا کر رہتی ہیں۔ اِن کے مختلف گروہ ہوتے ہیں اور ہر گروہ الگ الگ کام کرتا ہے، مثلاً خوراک اکٹھی کرنا اور زمین میں سُوراخ بنانا وغیرہ۔ یہ پتے، شہد، پھُولوں کا رَس اور اپنے سے چھوٹے کیڑے کھاتی ہیں۔ کچھ چیونٹیاں گوشت بھی کھاتی ہیں۔

دُنیا بھر میں سب سے مقبول پالتو جانور بلی ہے۔ کیا بچے کیا بڑے، یہ سب ہی کی پسندیدہ ہے۔ اِس کے دیکھنے اور سُونگھنے کی حِس بہت تیز ہے اور یہ بے حد پھُرتیلی ہوتی ہے۔ بلی کے پنجوں کی تہ بہت نرم ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ بہت تیز بھاگ سکتی ہے۔ اپنے پنجوں کے تیز ناخنوں کی مدد سے اِسے شکار پکڑنے، درختوں اور دیواروں پر چڑھنے میں آسانی رہتی ہے۔ اِنسانوں سے محبت کرنے اور اُن میں گھُل مِل جانے کی وجہ سے یہ پالتو جانوروں میں سرِفہرست ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اکثر فارغ بیٹھی اپنی زبان سے بڑی مہارت سے اپنا بالوں بھرا جسم صاف کر رہی ہوتی ہے۔

دیگر کیڑے مکوڑوں کے نام:

مکھی، مچھر، سُنڈی، دیمک

کیکڑا، لال بیگ اور کیچوا

جانور تین قسم کے ہیں:

- پالتو جانور مثلاً بلی، کُتا، گھوڑا، گائے، بکری اور مُرغی
- جنگلی جانور یا درندے مثلاً: شیر، بھیڑیا، گیدڑ، لومڑی، ہاتھی، چیتا اور ریچھ
- بار برداری کے جانور یعنی سامان ڈھونے والے جانور مثلاً: گھوڑا، گدھا، خچر، ہاتھی، بیل اور اُونٹ

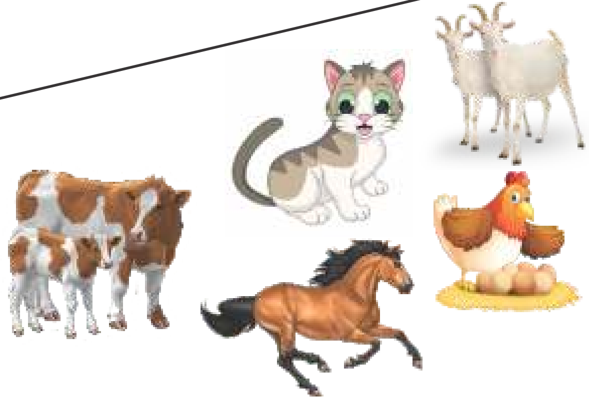

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیں:

سوال۱: چیونٹی کیا ہے؟

سوال۲: یہ کتنے رنگوں کی ہوتی ہیں؟

سوال۳: ملکہ چیونٹی کی عُمر کتنی ہوتی ہے؟

سوال۴: چیونٹیاں کیا کھاتی ہیں؟

سوال۵: بلی کی سب سے بڑی خُوبی کیا ہے؟

سوال۶: اِس کی کون سی دو حسیں بہت تیز ہیں؟

سوال۷: بلی کے پنجے اس کے لیے کیسے مُفید اور مددگار ہیں؟

سوال۸: یہ اپنی زبان سے کیا کام لیتی ہے؟

سوال۹: اِس تفہیم کا کوئی موزُوں عنوان لکھیں۔

ایک درخت کی آپ بیتی

’’آپ بچے میری آپ بیتی پڑھنا چاہتے ہیں ... کیا سُناؤں، بڑی دُکھ بھری کہانی ہے۔ کبھی میں ایک گھنا، سایہ دار، مضبُوط اور ہرا بھرا درخت تھا۔ شہر کی سب سے مصرُوف سڑک کے کنارے میں اپنے خاندان کے ساتھ آباد تھا۔ ہم سب خوش باش زندگی گزار رہے تھے۔ گرمی کے موسم میں اکثر مسافر اور راہ گیر میرے گھنے سائے تلے بیٹھ کر سُکھ کا سانس لیتے تھے۔ میں ساری گرمی خود جذب کر لیتا اور اپنے سائے تلے بیٹھنے والوں کو سکُون اور ٹھنڈک فراہم کر کے خوش ہوتا تھا۔ کئی پرندوں کے گھونسلے اور آشیانے میری شاخوں پر بنے ہوئے تھے۔ وہ شام کو اپنے گھروں میں واپس آتے تو سارے دن کی کہانیاں ایک دوسرے کو سُناتے۔ میں بھی وہ کہانیاں سُنا کرتا تھا۔ اُنہیں سُن کر کبھی میں اُداس ہو جاتا اور کبھی خوش۔ میں اور میرے خاندان کے دوسرے درخت ماحول کی آلودہ ہوا صاف کرتے اور آکسیجن انسانوں کو فراہم کرتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ ذمہ داری لگا رکھی ہے۔ ایک دن اچانک ہمارے سروں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ سرکاری محکمے کے افسر سڑک کُھلی اور وسیع کرنے کا منصوبہ لے کر آ پہنچے۔ آپس میں باتیں ہونے لگیں، اِردگرد کی زمین ناپی جانے لگی اور اگلے ہی دن بڑی بڑی مشینیں آ پہنچیں۔ بس پھر کیا تھا ... اُنھوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ... میرا اور میرے خاندان کے دوسرے درختوں کے دھڑ (تنے) اور ہاتھ پاؤں (شاخیں) کاٹنے شروع کر دیئے۔ ہم سب بہت چیخے چلاّئے مگر کسی نے ایک نہ سُنی۔ بھلا انسان اپنے سامنے دوسری مخلوق کی کیا سُنتے ہیں! شام تک نجانے میرے دوسرے بھائی کہاں گئے اور میں غریب کئی دن تک سڑک کے کنارے اوندھے مُنہ پڑا رہا۔ پرندوں کے آشیانے برباد ہوگئے۔ راہ گیروں سے سایہ چِھن گیا، یقیناً اب ماحول کی گرمی اور گندگی مزید بڑھے گی ...مگر انسانوں کو صرف اور صرف اپنی ترقی کی فکر ہے۔ کچھ روز بعد مجھے ایک شخص نے خرید لیا، ٹرک میں لادا اور فرنیچر کے اس گودام میں لا پٹخا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ... یہیں پڑا گُزرے وقت اور اپنے بھائیوں کو یاد کرتا اور اپنے یوں بے کار ہونے کا افسوس کرتا ہوں۔ میرا دھڑ پانی نہ ملنے کی وجہ سے سُوکھ چکا ہے، میری شاخیں (ہاتھ پاؤں) کاٹ کر نامعلوم کہاں پھینک دی گئی ہیں ...

افسوس! انسان میری حفاظت، دیکھ بھال اور پرورش کرنے کی بجائے مجھے قتل کرنے کے دَرپے ہیں۔‘‘

ایک ٹُوٹے ہوئے گملے کی آپ بیتی

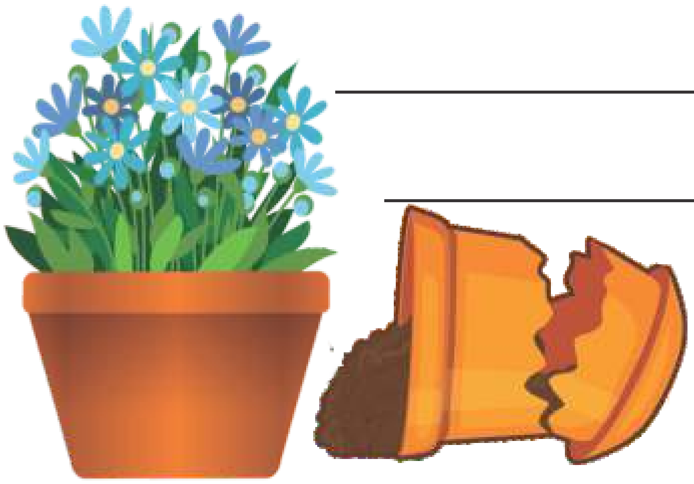

بِلّی اور چوُہے کے درمیان مکالمہ

ایک مکالمہ ہم نے لکھا ہے، خالی سطر پر جوابی مکالمہ آپ لکھیں۔

(چوہا، بل میں چُھپا بیٹھا ہے جب کہ بلّی باہر بیٹھی پہرہ دے رہی ہے کہ چوُہا کب نکلے اور وہ جھپٹ کر اُسے کھا جائے)۔

چوُہا: (باریک آواز میں) ’’بی بلّی! کیوں میری ننھی سی جان کے دَر پے ہو؟ اللہ کے واسطے مجھے میرے گھر جانے دو۔‘‘

بلّی: ______________________________

چوُہا: (سہم کر) معاف کر دیں، ’’مجھ سے غلطی ہوگئی؟ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ تمہارا علاقہ ہے ورنہ میں کبھی اِدھر نہ آتا۔‘‘

بلّی: ______________________________

چوُہا: (کانپتی ہوئی آواز میں) ’’میں تو ایک چھوٹا سا چوُہا ہوں، مجھے کھا کر بھلا تمہارا کیا بنے گا؟‘‘

بلّی: ______________________________

چوُہا: (روتے ہوئے) ’’عادت کی اِس میں کیا بات ہے ...کمال ہے ...تم کچھ اور کھا کر بھی تو اپنا پیٹ بھر سکتی ہو۔‘‘

بلّی: ______________________________

چوُہا: (مِنّت سماجت کے لہجے میں) ’’کیوں نہیں! اس جگہ سے تھوڑے فاصلے پر ایک قصاب کی دُکان ہے، وہاں سے تمہیں مُفت چھیچھڑے مل سکتے ہیں، جاؤ، کھاؤ پیو اور عیش کرو۔‘‘

بلّی: ______________________________

چوُہا: (روتے ہوئے) ’’یعنی چھیچھڑے بھی کھاؤ گی اور مجھے بھی! کیوں کہ چوُہے کھانا تمہاری عادت ہے۔ اللہ کا خوف کرو اور ہمیں بھی جینے دو۔‘‘

بلّی: ______________________________

چوُہا: (کپکپاتی آواز میں) ’’میری امی اپنے بِل میں میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ اس طرف کا رُخ نہیں کروں گا ...اچھی بی بلی! اب تو مجھے جانے دو۔‘‘

بلّی: ______________________________

(اچانک دروازہ کُھلتا ہے اور چوکی دار ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا لیے داخل ہوتا ہے۔ اُسے دیکھتے ہی بی بلی دُم دبا کر بھاگ جاتی ہے اور چوُہے کو بھی جان بچانے کا موقع مل جاتا ہے)۔

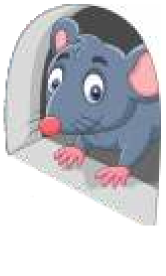

کہانی: طاقت ور کون؟

صاف آسمان پر سُورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا جب کہ ہوا بھی ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔ سُورج اور ہوا، آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یکایک اُن میں ایک بحث چھِڑ گئی۔ ہوا بولی:

''سُورج بھیّا! مانو یا نہ مانو مگر میں تم سے زیادہ مضبُوط ہوں ... ایک ہی جھٹکے میں درخت، جڑوں سمیت اُکھاڑ کر پھینک سکتی ہوں۔''

سُورج مُسکرایا: ''ہوا آپی! چھوڑو اس مقابلے بازی کو ... تم اپنا کام کرو اور مجھے میرا کام کرنے دو۔''

ہوا کہنے لگی: ''کیا مطلب؟ کیا تم میری قوت اور طاقت سے اِنکار کر رہے ہو؟''

سُورج ایک بار پھر مُسکرایا اور بولا: ''ارے بھئی ... جانے دو اِس تکرار کو مگر یاد رکھو اصل قوت اور طاقت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔''

مگر آج تو ہوا ضد پر اَڑی ہوئی تھی۔ خیر... دونوں میں ٹھَن گئی۔ فیصلہ ہوا کہ ایک دوسرے کو آزما لیتے ہیں۔ سڑک پر ایک مسافر چلا جا رہا تھا۔ اُس نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی۔ سُورج نے ہوا سے کہا کہ وہ اس مسافر کی چادر اُتار کر دکھائے۔ ہوا نے چیلنج قبول کر لیا اور آہستہ آہستہ اپنی رفتار بڑھانے لگی۔ جب ہوا تیز چلنے لگی تو مسافر نے اپنی چادر مضبوطی سے اپنے گِرد کَس لی اور اُس کے کنارے دونوں ہاتھوں سے تھام لیے۔ ہوا نے بہت کوشش کی مگر مسافر اور مضبوطی سے چادر تھام لیتا۔

اب سُورج کی باری تھی۔ اُس نے اپنے ماتھے پر ہلکی سی جُنبش پیدا کی۔ گرمی کی شدّت بڑھنے لگی۔ چند لمحوں بعد مسافر کو گرمی لگنے لگی۔ اُس نے سوچا کہ چادر لینے کی ضرورت نہیں کیوں کہ دُھوپ تیز ہو رہی ہے۔ اُس نے چادر اپنے کندھوں سے اُتاری اور تہ کر کے اپنے تھیلے میں ڈال لی۔ وہ دِھیرے دِھیرے اپنی منزل کی جانب بڑھتا جا رہا تھا۔ ہوا نے یہ دیکھا تو کِھسیانی ہو کر دوسری سِمت چلی گئی۔ سورج بھیّا صاف آسمان پر ہلکا ہلکا مُسکرا رہے تھے۔

سرگرمی: ''آگ، ہوا اور پانی، قدرت کے طاقت ور ترین مظاہر ہیں۔ اِنسان کی ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔'' اِس موضوع پر طلبا کے درمیان ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

کہانی

فرض کریں کہ آپ ہی وہ مسافر تھے جب سورج اور ہوا کے درمیان مقابلہ ہو رہا تھا۔ آپ نے کیا محسوس کیا؟ مسافر بن کر سوچیں اور نئی کہانی لکھیں۔